گاؤ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں۔ معتقدوں اور شاگردوں سے خدمتیں لیتے ہیں۔ بہتر سے بہتر کھانے اور عمدہ سے عمدہ لباس اور اچھے سے اچھے مکان کے بغیر گزر نہیں کر سکتے۔ عقیدت مندوں کے جھمگٹ میں بیٹھ کر تقریریں کرتے ہیں۔ ہر طرف سے احسنت و مرحبا کے شور سنتے ہیں اور اس زندگی کو سمجھتے ہیں کہ یہ دین کی خدمت میں بسر ہو رہی ہے۔

عیسائی تو اس جوش، خلوص اور محنت کے ساتھ اس کتاب کی خدمت کر رہے ہیں جس کے محرف ہونے کا خود ان کو بھی علم ہے۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔ مسیح کا کلام بھی نہیں ہے، مسیح کے خاص حواریوں کا کلام بھی نہیں ہے، بلکہ جن کی طرف منسوب ہے، ان کی طرف بھی اس کی نسبت مشکوک ہے۔ بخلاف اس کے ہمارے پاس وہ کتاب ہے جس کے خاص کلام الٰہی ہونے کا ہم کو علم اور یقین ہے۔ ہم جانتے اور مانتے ہیں کہ یہ کتاب رحمت کا منبع اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ دنیا جس آبِ حیات کی پیاسی ہے اور جس کے دھوکے میں ہر سراب کی طرف دوڑ رہی ہے، وہ دراصل اسی سرچشمہ کا پانی ہے، مگر ہم کو گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے نور کو پھیلانے کے لیے ہم کیا کوشش کر رہے ہیں؟ عیسائیوں میں اڈولف مابیل اور ڈاکٹر اسٹیر جیسے سینکڑوں موجود ہیں، مگر ہم ان کا سا ایک آدمی بھی نہیں رکھتے۔ عیسائی ۶۷۸ زبانوں میں بائبل کا ترجمہ شائع کرتے ہیں، مگر قرآن مجید کے تراجم اب تک شائد دو درجن سے زیادہ زبانوں میں نہیں ہوئے اور ان میں بھی بیشتر حصّہ عیسائیوں ہی کا ہے۔ عیسائیوں نے جتنے ترجمے شائع کیے ہیں، سب مستند اور معتبر ہیں اور ان کی صحت کا اطمینان کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، مگر یہاں اردو اور فارسی کے سوا کسی زبان میں بھی کوئی قابل اطمینان ترجمہ نہیں ہو سکا ہے۔ عیسائیوں نے ان زبانوں تک میں ترجمے کر ڈالے ہیں جن کے بولنے والے ہزاروں سے زیادہ نہیں ہیں، مگر ہم نے ابھی تک ان زبانوں میں بھی قرآن کا ترجمہ نہیں کیا جن کے بولنے والے کروڑوں میں ہیں[۲]۔ حد یہ ہے کہ ہم نے آج تک انگریزی زبان میں بھی کوئی صحیح اور معتبر ترجمہ شائع نہیں کیا، حالانکہ ہمارے پاس اس کے ذرائع کا فقدان نہیں ہے، اور اغیار تو درکنار خود ہماری اپنی ملّت کے ہزاروں تعلیم یافتہ اشخاص اس ترجمے کے حاجت مند ہیں۔ عیسائیوں نے وحشی زبانوں تک کو خاص بائبل کے ترجمے کے لیے ادبی اور تعلیمی زبان بنا دیا، مگر ہم نے ان زبانوں کو بھی قرآن کے علم سے بہرہ مند نہ کیا جو پہلے سے ادبی اور تعلیمی زبانیں ہیں۔ اس تفاوت عظیم کے باوجود اگر آج اسلام مسیحیّت کا کامیاب مقابلہ کر رہا ہے اور اکثر میدانوں میں اسے شکست دے رہا ہے تو یہ صرف اس لیے ہے کہ اسلام کو مسیحیّت پر بالذات فوقیّت حاصل ہے۔ رہے مسلمان اور مسیحی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ خدمت دین کے حوالے سے مسیحی مسلمانوں کے مقابلہ میں ہزار درجہ بلکہ لاکھ درجہ زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ (ترجمان القرآن، اگست ۱۹۳۴ء)

پاکستان میں مسیحیت کی ترقی کے اصل وجوہ

سوال: اس ملک کے اندر مختلف قسم کے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ سب سے زیادہ خطرناک فتنہ عیسائیت ہے، اس لیے کہ بین المملکتی معاملات کے علاوہ عام مسلمانوں کی اقتصادی پس ماندگی کی وجہ سے اس فتنہ سے جو خطرہ لاحق ہے، وہ ہرگز کسی دوسرے فتنہ سے نہیں۔

اندریں حالات جب کہ اس عظیم فتنے کے سدّباب کے لیے تمام تر صلاحیت سے کام لینا ازحد ضروری تھا۔ ابھی تک جناب کی طرف سے کوئی مؤثر کارروائی دکھائی نہیں دیتی، بلکہ آپ اس فتنہ سے مکمل طور پر صرفِ نظر کر چکے ہیں۔ ابھی تک اس طویل خاموشی سے میں یہ نتیجہ اخذ کر چکا ہوں کہ آپ کے نزدیک مسیحی مشن کی موجودہ سرگرمی مذہبی اعتبار سے قابل گرفت نہیں اور اس فتنے کو اس ملک میں تبلیغی سرگرمی جاری رکھنے کا حق حاصل ہے، خواہ مسلمانوں کے ارتداد جیسا حادثہ عظمیٰ کیونکر ہی پیش نہ ہو۔ مہربانی فرما کر بندہ کی اِس خلش کو دور کریں۔

جواب: جن فتنوں کے پھیلنے کا انحصار نشر و تبلیغ پر ہو، ان کا مقابلہ تو بے شک نشر و تبلیغ سے کیا جاسکتا ہے اور اس کام میں دانستہ کوتاہی میں نے کبھی نہیں کی ہے، لیکن جن فتنوں کو پھیلانے میں اختیارات کی طاقت کارفرما ہو، ان کے علاج کی کوئی صورت اس طاقت کی اصلاح یا تبدیلی کے سوا نہیں ہے۔ ان کو محض نشر و تبلیغ سے نہیں روکا جاسکتا۔

عیسائیت کے معاملہ میں یہی صورت پیش آرہی ہے۔ جیسا کہ آپ نے خود بھی اپنے خط میں اعتراف کیا ہے، جو لوگ اس ملک میں عیسائیت قبول کر رہے ہیں یا پہلے جنھوں نے قبول کی ہے، ان میں سے بہت ہی کم ایسے ہوں گے جنھوں نے دلیل کی بناء پر یہ مان لیا ہو کہ خدا تین ہیں، یا حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے تھے۔ یا ایک شخص کا سولی پر چڑھ جانا دوسروں کے گناہوں کا کفارہ ہوسکتا ہے۔ اس طرح کے عقائد کو صحیح مان کر، اور اسلام کے معقول عقائد کو غلط سمجھ کر مسلمان سے عیسائی بن جانے والے آخر کتنے ہوسکتے ہیں۔ دراصل جو چیز لوگوں کو عیسائیت کی آغوش میں کھینچے لیے جارہی ہے، وہ مسیحی مشنریوں کی تبلیغ نہیں، بلکہ مشن ہسپتالوں اور اسکولوں کی کارگزاری ہے جسے فروغ دینے میں ہماری اپنی حکومت بالواسطہ اور بلاواسطہ امداد کا بہت بڑا حصّہ ہے۔ اس پر مزید وہ غیر معمولی اثر و رسوخ